# رفق ولطافت کی معاشرتی اہمیت اور تقاضے سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

# Social Importance & Requirements of Compassion and Gentleness (Analytical study in the light of Quran and Sunnah)

**Dr. Abbas Ali Raza**
*Assistant Prof. Faculty of Social Sciences, Department of Islamic Studies*
*Lahore Garrison University, Lahore*
*Email: abbasaliraza@lgu.edu.pk*
**Wajid Ali**
*Assistant professor, Faculty of Liberal arts and Human Sciences*
*Ziauddin University*
*Email: Wajid.ali@zu.edu.pk*
**Ghulam Dastgir Ahmad**
*Ph.D. Research Scholar, Department of Islamic Studies*
*MY University, Islamabad*
*Email: ghulamdastgir416@gmail.com*

**Abstract**
This analytical study examines the social importance and requirements of compassion and gentleness within the framework of Islamic teachings as found in the Quran and Sunnah. Compassion and gentleness are foundational virtues emphasized in Islam, playing a crucial role in shaping individual character and societal dynamics. Through an in-depth analysis of relevant Quranic verses and teachings from the Sunnah, this study aims to highlight the significance of these virtues in fostering a compassionate and harmonious social environment. It explores the ethical principles, behavioural guidelines, and practical applications derived from Islamic sources that promote empathy, kindness, and tolerance in interpersonal relationships and community interactions. By drawing insights from Islamic teachings, this study offers valuable insights into cultivating a more compassionate and empathetic society based on the principles of mercy and understanding.
**Keywords:** Islamic Teachings, Gradualness, compassion, gentleness Society

رفق ولطافت انسانی زندگی کا ایسا جوہر ہے جس کی حیات بخش توانائی سے نہ صرف روح سرشار ہوتی ہے بلکہ دل ودماغ منور ہو جاتے ہیں۔ رفق ولطافت گلشنِ اخلاقِ حسنہ کا وہ گُل سرسبد ہے جس کی خوشبو سے انسانی کردار معطر ہو جاتا ہے۔ رفق ولطافت ایک ایسا تیر نیم کش ہے جس سے دشمنِ جاں بھی گھائل ہو جاتے ہیں۔ رفق ولطافت ایک اعلیٰ اور بے مثال وصف ہے جو بے شمار ثمرات کا حامل ہے۔ اسلام چونکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے لہٰذا نہ صرف اعمال وافعال کے متعلق انسانی کی رہنمائی کرتا ہے بلکہ ان انسان افعال وکردار کے محرکات یعنی اخلاق کے متعلق بھی ہدایات و

رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ کیونکہ افعال واعمال کے ظہور کا سبب یہی اخلاق اور فکر ہی ہوا کرتی ہے لہٰذا اسلام اخلاقِ حسنہ کی تعلیم پر بھی توجہ مرکوز کرتا ہے۔

اسلامی تعلیمات کے نمونے کے طور پر ہمارے سامنے نبی رحمت ﷺ کی زندگی موجود ہے۔ دین اسلام نے نہ صرف اپنی تعلیمات کو بیان کیا ہے بلکہ نسلِ انسانی کے سامنے ایسا کامل واکمل نمونہ بھی پیش کیا جس کی رہتی دنیا تک کوئی مثال نہیں۔ نبی رحمت ﷺ کی حیاتِ طیبہ بنی نوع انسان کے لیے ایک مکمل ترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں جس قدر رفق ولطافت اور نرمی سے کام لیا ہے شاید ہی کسی اور اخلاقِ حسنہ کا اتنا مظاہرہ فرمایا ہو۔ آپ ﷺ نے رفق ولطافت اور نرمی کی ایسی مثال پیش کی کہ مکہ کے مشرکین پکار اُٹھے کہ محمد عربی ﷺ کے پاس ایسا جادو ہے جو بھی آپ ﷺ کے پاس آتا ہے وہ بس آپ ﷺ ہی کا ہو کر رہ جاتا ہے جو بھی دو گھڑیاں آپ ﷺ کی صحبت میں گزار لیتا ہے وہ آپ ﷺ کی زلفِ عنبرین کا اسیر ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی اس خوبی کا تذکرہ خود رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ[1]

"اے میرے محبوب مکرّم آپ ﷺ کی عطا سے اِن کے لیے نرم دل ہیں۔ اگر آپ ﷺ ان کے لیے بدمزاج یا سخت دل ہوتے تو یہ آپ ﷺ سے دور ہٹ جاتے۔ لہٰذا ان کے ساتھ عفو و درگزر والا معاملہ فرمائیں اور ان کے لیے مغفرت کیجیے۔"

اس آیتِ مبارکہ میں رب تعالیٰ نے نبی رحمت ﷺ کی اسی صفتِ کریمہ کا اظہار فرمایا ہے جسے مکہ کے کافر جادو کہتے تھے اور دوسروں کو آپ ﷺ کے قریب آنے سے منع کیا کرتے تھے۔ یقیناً وہ واقعہ کہ جس میں ایسی بوڑھی خاتون کا تذکرہ ہے جو اسی وجہ سے مکہ چھوڑ کر جانے کے ارادے سے سامان باندھے برلبِ راستہ بیٹھی تھی کہ اگر مکہ میں رہی تو کہیں مجھ پر بھی محمد عربی ﷺ کا جادو اثر نہ کر جائے مگر نبی رحمت ﷺ کے رفق ولطافت اور نرم مزاجی ہی کا اعجاز تھا کہ جو آپ ﷺ کے جانی دشمن تھے وہ آپ ﷺ کے ہاتھ پر وبیعت ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ آج ہمارے معاشرے پر نظر دوڑائیں تو عوام الناس تو کجا خواص اور دینِ اسلام کے مبلغین بھی نرم مزاجی وخوش روی سے خالی ہیں جو اُسوۂ رسول ﷺ کا نمایاں ترین وصف ہے کہ جس سے عام لوگ تو درکنار ایسے ایسے سخت دل کافر بھی مطیع وفرماں بردار ہوئے جو ہر وقت آپ ﷺ کی جان لینے کے درپے تھے۔

ہمارا معاشرہ بداخلاقی وبدلحاظی کی انتہاؤں کو چھو رہا ہے۔ کسی کی مدد ور ہنمائی تو دور کی بات ہے خوش مزاجی سے بات کرنا بھی بزدلی تصور کیا جاتا ہے۔ ہمارا معاشرہ اس لحاظ سے اس قدر اخلاقی گراوٹ کا شکار ہے کہ نرم مزاج شخص کو بے وقوف سمجھا جاتا ہے اور اس کی نرم مزاجی سے فائدہ اُٹھانے کو عقل مندی وچالاکی پر محمول کیا جاتا ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ نبی رحمت ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ سے لوگوں کو آگاہی دی جائے

اور اس نہج پر عوام وخواص اور اپنے نوجوانوں کی تربیت کی جائے کہ اُن میں نرم دلی وخوش مزاجی جیسا جوہر نایاب پیدا ہو جائے تاکہ معاشرے میں امن اور سکون کی فراوانی ہو۔ مگر اس سب کے لیے سخت محنت اور کوشش کے ساتھ ساتھ نبی رحمت ﷺ کے اُسوۂ حسنہ سے استفادہ اور اُسے حرزِ جان بنائے جانے کی ضرورت ہے۔

## رفق ولطافت کا معنی ومفہوم

رفق چونکہ لغت عربی کا لفظ ہے جس کا معنی ہے نرمی۔ اسی طرح لفظ لطافت کا معنٰی عمدگی، خوبی، نزاکت، نفاست یا ناز کی وغیرہ۔ لطافت کثیر المعانی لفظ ہے۔ اُردو کے بہت سارے حروف اس کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسا کہ عنایت، لطف، سلاست، مہربانی وغیرہ۔ لطافت ہی کی طرح رفق بھی کثیر المعنی ہے جیسا کہ نرمی، مہربانی، نرم برتاؤ، شفقت، حُسنِ سلوک، کسی کا ساتھ دینا، ساتھی ومددگار ہونا یہ سب رفق کے معانی ہیں۔ جیسا کہ لغت میں موجود ہے:

"رفق، ماء رفق: آسانی سے دستیاب پانی۔
رفق به ولد عليه رفقاً و مرفقاً۔ کسی کے ساتھ نرمی برتنا، رحم کرنا، مہربانی کرنا۔
رافقه مرافقة و رفاقا۔ ساتھ رہنا، ساتھ دینا، ساتھی ہونا۔"[2]

یہ رفق اور لطافت کے لغوی معنی ہیں۔ لیکن لفظ رفق، لطافت اب ہمارے معاشرے میں بطور اصطلاح بھی رائج ہے جو کہ اپنے لغوی معنی کی مناسبت کے اعتبار سے اصطلاحی معنی کا فائدہ بھی دیتا ہے۔ رفق کی اصطلاحی تعریف درج ذیل الفاظ میں مستعمل ہے:

"اللطف واللين في الأقوال والأفعال وترك العنفِ والغلظة."[3]
"رفق سے مراد نرمی اور مہربانی ہے اور درشتی وسختی یعنی عنف کی ضد ہے۔ اور اسی طرح آسانی اور سہولت کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ اس کا حقیقی معنی نفع کے ہیں۔"

لغوی اور اصطلاحی معنی کو بیان کرنے کے بعد رفق و لطافت کا جو مفہوم واضح ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے قول یعنی بات کے ذریعے سے نرمی پیدا کرنا۔ یا اپنے فعل یعنی عمل کے ذریعے سے نرمی وسہولت کو فروغ دینا۔ معاملات میں سہل پسندی اور آسان طریقے کو فروغ دینا۔ اسی طرح دوسروں کے ساتھ محبت ونرمی سے پیش آنا یہ سب رفق و لطافت کے دائرۂ کار میں آتا ہے۔ رفق ولطافت اپنے معنی ومفہوم کے اعتبار سے بہت زیادہ وسعت کی حامل ہے۔ رفق ولطافت قول وفعل سے لے کر دوسروں کے لیے زندگی میں نرمی وسہولت پیدا کرنے تک ہر معاملے پر محیط ہے۔

## رفق ولطافت کی ضرورت اور اُس کے سماجی اثرات

رفق و لطافت اخلاقِ حسنہ میں سے ایک خلق ہے۔ خدائے بزرگ وبرتر نے فطرتِ انسانی کے لیے جو اخلاق پسند فرمائے ہیں رفق و لطافت ان میں سے ایک نمایاں وصف ہے۔ جو اپنے موصوف کو نرم دل اور رقیق القلب بناتا ہے۔ جس کے نتیجے میں انسان دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور نرمی سے پیش آتا ہے یعنی اگر روح بدن سے نکل جائے

تو بدن بیکار اور بے جان محض مٹی کا ڈھیر ہے۔ اسی طرح اگر فطرتِ انسانی میں نرمی اور رفق و لطافت نہ ہو تو دیگر اخلاقِ حسنہ بھی بے معنی و بے فائدہ ہو جاتے ہیں کیونکہ نرمی و لطافت ہو گی تو طبیعت دیگر اخلاقِ حسنہ کی تکمیل پر آمادہ ہو گی۔ آج کے دور میں ہر طرف بے چینی عروج پر ہے۔ نفسا نفسی کا عالم ہے۔ ہر شخص ہی مادہ پرستی کا شکار ہو چکا ہے۔ انسانیت کی پرواہ کیے بغیر فقط مال و دولت کے حصول میں مگن ہے جس کی وجہ سے دلوں میں سختی اور قساوت در آئی ہے جس کے سنگین خطرات و نتائج کا سامنا ہمارے معاشرے کو کرنا پڑ رہا ہے۔ کسی بھی معاشرے کی بقا اور اس کی فلاح و بہبود کے لیے نرمی اور آپس میں محبت و اُلفت کا فروغ ایک لازمی عنصر ہے۔ اگر آپ میں محبت و اُلفت اور رواداری جیسے جذبے ماند پڑ جائیں تو معاشرے میں ہر شخص ہی وحشت کا شکار ہو جائے۔ جیسا کہ آج ہمارے معاشرے میں ایسے مظاہر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ایسی درندگی و شقاوت کا سبب فقط تعلیماتِ اسلامیہ سے دوری اور آپس میں رفق و لطافت کا عدم فروغ ہے۔ اسی بات کی طرف اللہ پاک نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

وَ اَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا[4]

”اور اس (اللہ) نے ان (مسلمانوں) کے دلوں میں محبت و اُلفت پیدا فرما دی۔ اور اگر زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ بھی موجود ہے اس سب کو بھی خرچ کر ڈالتے تو بھی یہ آپس میں محبت و اُلفت کا جو جذبہ ہے یہ جذبہ کبھی بھی پیدا نہ کر سکتے۔ مگر وہ اللہ ہی ہے جس نے دلوں میں محبت و اُلفت پیدا فرمائی اور دلوں کو آپس میں جوڑ دیا۔ بے شک وہ بڑا ہی غالب اور دانا ہے۔“

اس آیتِ مذکورہ کا شانِ نزول تو اوس و خزرج کے دو قبیلے ہیں۔ جن کی آپس کی دشمنی اور عداوت درجہ انتہا کو پہنچ چکی تھی اور ان کے درمیان موافقت اور انھیں آپس میں ملا دینے کی تمام تراکیب بے کار و بے سود ثابت ہو چکی تھیں۔ کوئی صورت کارگر نظر نہ آتی تھی کہ جس کے ذریعے سے ان کو آپس میں جوڑ دیا جاتا اور آپس میں محبت و یگانگت پیدا ہو جاتی۔ مگر پھر رب تعالیٰ نے کرم فرمایا اور ایک ایسا کام جس کی تکمیل میں تمام کاوشیں بے کار اور رائیگاں ہو چکی تھیں۔ رب تعالیٰ نے اپنے خاص ذمہ کرم سے اس عداوت کو مٹا کر ان بے حال اور درماندہ لوگوں کو ایک کر دیا۔

اس کے ساتھ ساتھ انھیں نبی محترم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کی صورت میں اپنی عظیم نعمت سے بھی نواز دیا۔ اس آیت کا شانِ نزول تو اوس و خزرج ہیں مگر اس آیتِ مبارکہ کے مخاطب پوری دُنیا کے انسان ہیں کہ ان انسانوں کے دلوں میں رب تعالیٰ نے جو محبت و اُلفت پیدا کی ہے جس کی وجہ سے ایک باپ اپنی اولاد کے لیے ہمہ قسم کی تکالیف کو برداشت کرتا ہے مگر اپنے بچوں کے لیے راحت کا سامان مہیا کرتا ہے۔ اسی طرح ماں اور بیٹا، بہن، بھائی اور دیگر رشتہ داروں اور دُنیا کے دیگر انسانوں کے ساتھ محبت و اُلفت سے پیش آنا یہ سب اسی الفت و محبت کا مرہونِ منت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے دل میں پیدا فرمائی ہے۔ یہی محبت و اُلفت ہی ہے جو ایک دوسرے کی دیکھ بھال اور خیر خواہی پر اُبھارتی ہے۔ وگرنہ انسان آپس میں ایک دوسرے کا ذرا بھی لحاظ نہ کرتے۔ اور جس طرح جنگل میں

لاقانونیت ہوتی ہے کہ طاقتور کمزوروں کو پھاڑ کھاتا ہے اسی طرح انسانوں میں بھی طاقت ور کمزوروں کی زندگی اجیرن کر دیتے۔ مگر رب تعالیٰ نے باہمی محبت واُلفت کو پیدا فرما کر انسان پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ آپس میں محبت واُلفت اور رفق ولطافت کو فروغ دیا جائے۔

## رفق ولطافت قرآن مجید کی نظر میں

تعلیماتِ اسلامیہ کا ایک بڑا حصہ اُن اخلاقی اقدار پر مشتمل ہے جو عمومی طور پر تمام مذاہب اور معاشروں میں موجود ہیں۔ مگر ان اقدار کے قواعد وضوابط، توازن واعتدال کے حوالے سے اسلامی تعلیمات دیگر مذاہب اور تہذیبوں سے قطعی مختلف ہے۔ گویا اسلامی تعلیمات اور اخلاقی اقدار دیگر مذاہب سے اشتراک کے باوجود ایک الگ ہی رنگ کی حامل ہیں۔ دیگر اخلاقی اقدار کی طرح رفق و لطافت اور نرمی و سہولت کے حوالے سے قرآنِ مجید کی تعلیمات بھی بالکل واضح ہیں۔ دیگر مذاہب کی نسبت اسلام کے اخلاقی اقدار کے مطالبے میں ہمہ گیریت اور وسعت پائی جاتی ہے۔ نیز اسلامی مطالبے میں فقط فردِ واحد کی فلاح وبہبود ہی مطلوب نہیں بلکہ معاشرے کے تمام افراد کی خیر وفلاح مطلوب ہے۔ اسی طرح ان اخلاقی اقدار کے مطالبے میں نہ صرف دُنیاوی زندگی میں خیر وفلاح مطلوب ہے بلکہ آخرت کی زندگی میں کامیابی بھی مقصود ہے تاکہ یومِ آخرت میں انسان اپنے رب تعالیٰ کے حضور کامیابی وکامرانی سے ہم کنار ہوسکے۔ اب قرآن مجید میں رب تعالیٰ ارشاد ہے کہ بنی نوع انسان کی طرف ایک ایسے پیغمبر کو مبعوث کیا گیا ہے جو اُن کے لیے آسانی فراہم کرنے والا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

وَ يَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَ الۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡ ؕ[5]

"اور ان (مومنین) پر سے بوجھ اُتارتے ہیں اور ان کے گلے میں جو قید کا طوق ہے وہ اُتارتے ہیں۔"

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ پاک نے نبی کریم ﷺ کی فضیلت اور آپ ﷺ کے اوصاف کا تذکرہ فرمایا ہے کہ اے اہل ایمان اس رسول مکرم ﷺ کی اتباع اور پیروی کریں جو کہ غیب کی باتیں بتانے والے ہیں۔ اور اُن کی عظمت وشان یہ ہے کہ انھوں نے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کیا۔ اور ان کے متعلق جو اہلِ کتاب ہیں وہ اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ اور یہ رسولِ مکرم ﷺ ایسے ہیں جو کہ نیکی کی دعوت دینے والے ہیں اور بُرائی وبدکاری سے منع کرنے والے ہیں۔ اسی طرح پاکیزہ اور طیب چیزیں حلال فرماتے ہیں اور گندی چیزیں حرام فرماتے ہیں۔ اور ان کے اوپر سے جو بوجھ ہے اسے دور کرتے ہیں اور جو قیدیں ہیں اُن کو ختم فرمانے والے ہیں۔ یعنی بوجھ کا ہلکا کرنا اور پابندیوں کو دور کرنا یہ سب بھی آسانی اور نرمی کی ہی کیفیت ہے۔ اور دوسرا اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کا لایا ہوا دین آسان ونرم اور کشادہ ہے۔ آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین سے پہلے والے ادیان میں مشقتیں اور سختیاں تھیں۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کا توبہ کے طور پر خود کو قتل کرنا اور پھر جن اعضاء سے گناہوں کا صدور ہو اُن کو کاٹ ڈالنا اسی

طرح جس کپڑے کو نجاست لگے اسے کاٹ ڈالنا یا جلا ڈالنا۔ صدقہ و غنیمت کے مال کا جلایا جانا اور مکانوں کے دروازوں پر گناہوں کی تفصیل درج ہونا وغیرہ۔ یہ وہ سختیاں اور مشکلات تھیں جو سابقہ ادیان میں موجود تھیں۔ مگر نبی رحمت ﷺ کے صدقے اللہ پاک نے ہمارے لیے دین کو آسان فرما دیا۔ اسی طرح ایک اور آیتِ مبارکہ میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوْفٌ رَّحِيمٌ١٢٨..[6]

"پس تحقیق تمھارے پاس تمھیں لوگوں میں سے ایک عظیم رسول تشریف لائے جن پر گراں گزرتا ہے تمھارا مشقت میں مبتلا ہونا اور وہ آپ لوگوں کی بھلائی کے خواہاں ہیں اور اہل ایمان پر نہایت مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں۔"

اس آیتِ مبارکہ کے آغاز میں اللہ پاک نے نبی رحمت ﷺ کی بعثت کی خبر دی ہے کہ اے لوگو! تمھارے پاس تمھیں میں سے اللہ نے اپنے رسولِ مکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔ یعنی اُنسیت اور لگاؤ پیدا کرنا مقصود تھا۔ کہ یہ رسولِ محترم ﷺ تمھیں میں سے تو ہیں۔ جن کو تم بخوبی جانتے ہو۔ ان کی صداقت، امانت، عدالت، شجاعت، زہد اور تقویٰ کے تو تم خود ہی گواہ ہو۔ ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ نبی رحمت ﷺ پر تمھارا مشقت میں پڑنا بہت گراں اور تکلیف دہ گزرتا ہے۔ یعنی نبی رحمت ﷺ تمھارے لیے آسانی اور نرمی کے متقاضی ہیں اور سب سے بڑی مشقت عذاب کی ہے جو نافرمانی کی صورت میں دیا جائے گا۔ لہٰذا نبی رحمت ﷺ اسی عذاب ہی کی مشقت کو ہم سے دور کرنے کے لیے مبعوث کیے گئے ہیں۔ اور اللہ پاک نے صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا کہ ان پر اہلِ ایمان کا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے بلکہ وہ تو تمھیں دُنیا و آخرت کی فلاح و بہبود دلوانے میں بھی حریص ہیں۔

لفظ حریص پر غور کریں تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ فقط نرمی اور آسانی دلوانے کے خواہاں نہیں ہیں بلکہ نبی رحمت ﷺ تو حریص یعنی شدت کے ساتھ نرمی و آسانی فراہم کرنے اور سختی و مشقت کو دور کرنے والے ہیں۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ پر نبی رحمت ﷺ کی نرم روئی اور رحمت کا ذکر کر کے گویا رب تعالیٰ نے مزاج نبوی ﷺ کو بیان فرمایا ہے تاکہ لوگ قیامت تک قرآن مجید میں سے نبی رحمت ﷺ کے مزاج سے واقفیت حاصل کر کے بنی نوع انسان کی ہدایت اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔ اور اس میں ایک اور بھی حکمت ہے کہ سختی اور درشتی والا مزاج لوگ دین کے نام پر اپنا کر کہیں معاشرے میں سے نرمی اور آسانی کو ختم نہ کر سکیں۔ قرآنِ مجید میں ایک اور مقام پر نہایت پُر اثر انداز میں رب تعالیٰ نے نبی رحمت ﷺ کے آسانی اور نرمی والے انداز کا ذکر فرما کر پھر اس کی تاثیر اور اس کے نتائج کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۚ[7]

"اے محبوب مکرم ﷺ آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب نرم دل اور نرم خُو ہیں۔ لیکن اس کے برعکس اگر تُرش رو اور بدزبان ہوتے اور سخت دل ہوتے تو یہ سب لوگ جو آپ ﷺ کے ارد گرد ضرور آپ ﷺ سے دور ہو جاتے۔ اے محبوب ﷺ ان سے درگزر کرو اور ان کے لیے شفیع بن جاؤ۔ اور مختلف اُمور میں ان سے مشاورت کر لیا کرو۔ اور جب کسی کام کا پختہ ارادہ کر لو تو پھر اللہ پر توکل و بھروسہ رکھو۔ بے شک اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کرنے والے اللہ کے پسندیدہ لوگ ہیں۔"

یہ آیتِ مبارکہ نبی کریم ﷺ کی نرم دلی اور رفق و لطافت والی حالت کو بیان کرتی ہے۔ اس کے ساتھ جو فوائد حاصل ہوئے ان کو بھی بیان کرتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ نتائج کو بھی بیان کرتی ہے۔ آیتِ مبارکہ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا ذکر فرمایا ہے کہ اے محبوبِ مکرم ﷺ آپ ﷺ کا نرم مزاج ہونا خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اس بات سے معلوم ہوا کہ نرم دل ہونا بھی اللہ رب العزت کی رحمت اور اس کے کرم کی نشانی ہے۔ آیت کے آغاز میں نرمی ورحمدلی کو اپنی رحمت کا سبب بتلایا اور آپ ﷺ کی رحمت اور نرمی ورحمدلی کا تذکرہ کرنے کے ساتھ ہی سخت دلی اور درشتی کے بُرے اثرات کا ذکر فرمایا ہے کہ اگر اے محبوب مکرم ﷺ آپ ﷺ ترش رو اور سخت مزاج ہوتے یا پتھر دل ہوتے تو یہ لوگ جو آپ ﷺ کے گرداگرد موجود ہیں کبھی بھی آپ ﷺ کے آس پاس نہ رہتے۔ اگر آیتِ مبارکہ کے الفاظ پر غور کریں تو اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ اگر آپ تُرش رو اور سخت دل ہوتے یعنی معلوم ہوا کہ میٹھی زبان کے ساتھ دل کا نرم ہونا بھی ضروری ہے۔ فقط میٹھی زبان سے مقصد حاصل نہیں ہو گا۔ ضروری ہے کہ میٹھی زبان کے ساتھ دل بھی نرم اور مزاج بھی حلیم ہو۔ پھر مزید ارشاد فرمایا کہ اے محبوبِ مکرم ان لوگوں سے درگزر والا معاملہ فرمایا کرو۔ اور ان کے لیے شفاعت کرنے والے بن جاؤ۔ یعنی رب تعالیٰ اس آیتِ مبارکہ میں نبی رحمت ﷺ سے یہ تقاضا فرما رہا ہے کہ اے میرے محبوب میرے بندوں کے لیے سراپا رحمت بن جاؤ۔ کہ آپ ﷺ کا لہجہ بھی نرم اور میٹھا، آپ ﷺ کا دل بھی نرم اور رفق و لطافت کے جذبے سے بھرپور ہو۔ اور ان کی کوتاہیوں اور غلطیوں سے بھی درگزر فرماتے رہو اور ان کے لیے شفاعت طلب کرتے رہو۔ اس پوری آیت میں اللہ پاک نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو نرمی، رفق و لطافت کرنے اور درگزر کرنے کا حکم عطا فرمایا ہے۔

## مختلف شعبۂ حیات میں رفق کی قرآنی ہدایات

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نہ صرف نبی رحمت ﷺ کی نرم مزاجی اور اُس کے گہرے اثرات و نتائج کا ذکر فرمایا ہے بلکہ جابجا دینِ اسلام کے پیروکاروں کو بھی دوسرے لوگوں کے نرمی اور رفق اپنانے کی تلقین فرمائی ہے۔ تاکہ دینِ اسلام کے پیروکاروں کی اچھے انداز میں تربیت ہو سکے۔

## والدین کے ساتھ نرمی برتنے کی تلقین

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جہاں پر نرمی اور رفق و لطافت برتنے کی تلقین فرمائی ہے اس میں سب سے پہلے والدین کو سرِ فہرست رکھا ہے۔ والدین سب سے زیادہ حق دار ہیں کہ اُن کے ساتھ نرمی اور رفق و لطافت سے پیش آیا جائے۔ والدین کے ساتھ محبت اور نرمی سے پیش آنے کے حکم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی عبادت کے حکم کے فوراً بعد والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیاه وَ بِالْوَالِدَینِ اِحْسَانًا[8]

"اور تمھارے پروردگار کا یہ حکم ہے کہ عبادت صرف اُسی کی ہی کی جائے اور والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کیا جائے۔"

اللہ رب العزت نے اس آیتِ مبارکہ میں انسان کے مقصدِ تخلیق کو بیان فرمایا ہے یعنی اللہ رب العزت کی عبادت کرنا کیونکہ ایک اور مقام پر اللہ رب العزت نے انسان اور جنات کی تخلیق کے سبب کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لیے تخلیق فرمایا ہے۔ اسی طرح مذکورہ بالا آیت میں بھی رب تعالیٰ نے اپنی عبادت کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے انسان تیرے رب کا یہ حکم ہے کہ عبادت صرف اسی کی کی جائے۔ اور والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کیا جائے۔ یعنی حُسنِ سلوک اور نرمی پھر وہ بھی والدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ اپنی عبادت کے حکم کے فوراً بعد والدین کے ساتھ نرمی اور حُسنِ سلوک کا حکم فرمایا ہے۔ قرآنی تعلیمات میں جگہ جگہ رب تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ساتھ حُسنِ سلوک اور نرمی اپنانے کی تلقین کی ہے۔ اور پھر والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کا تو بالخصوص اہتمام فرمایا ہے۔

## خانگی زندگی میں رفق و لطافت کا اہتمام

والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کے ساتھ ساتھ رب تعالیٰ نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ بھی نرمی اور رفق و لطافت کا اہتمام کرنے کا بھی قرآنِ حکیم میں حکم فرمایا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَ عَاشِرُوْہنَّ بِالْمَعْرُوْفِ[9]

"اور اُن (بیویوں) کے ساتھ حُسنِ سلوک اور اچھا رویہ اپناؤ۔"

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو اپنی بیویوں کے ساتھ حُسنِ سلوک اور رفق و لطافت سے پیش آنے کا حکم دیا ہے۔ آپ ان آیات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ عائلی زندگی میں بھی رب تعالیٰ نے نرمی اور رفق کو ایک بنیادی اُصول کے طور پر متعارف کروایا ہے۔ یعنی ایک طرف والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم تو دوسری طرف بیوی کے ساتھ نرمی اور اچھا سلوک کرنے کی تلقین۔ یہاں تک کہ اگر طلاق وغیرہ جیسا ناپسندیدہ عمل بھی ہو تو نرمی

اور حُسنِ سلوک کی تلقین کی گئی ہے۔ یعنی طلاق عمومی طور پر آپس کی لڑائی اور ناراضی کی صورت میں ہوتی ہے اس وجہ سے فریقین کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے نفرت اور عداوت ہوتی ہے مگر ایسے تکلیف دہ مرحلے کے موقع پر بھی رب تعالیٰ نے نرمی اور حُسنِ سلوک کا مظاہرہ کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ ؕ[10]

"طلاق تو دوبار ہے یا تو پھر اُن کو بھلائی اور اچھائی کے ساتھ روک لینا ہے یا پھر نیکی اور بھلائی کے ساتھ اُن کو چھوڑ دینا ہے۔"

آپ قرآنی تعلیمات کو پڑھتے جائیں تو آپ پر یہ حقیقت منکشف ہو جتی جائے گی کہ رب تعالیٰ نے عائلی زندگی میں رفق ولطافت کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے۔ اور نرمی ورفق کو عائلی زندگی میں ایک اُصول کی حیثیت سے بیان فرمایا ہے۔

## اشیاء کی حرمت میں اندازِ تدریج کے ذریعے نرمی

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اپنے محبوبِ مکرم ﷺ کی نرم مزاجی اور رفق ولطافت کے ذکرِ خیر کو بیان فرمایا ہے بلکہ اپنے بندوں کو بھی نرمی اور رفق ولطافت کی تلقین فرمائی ہے۔ اور نہ صرف عامۃ الناس کو اپنی اپنی زندگیوں میں نرمی اور رفق ولطافت اختیار کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی تلقین فرمائی کہ وہ تبلیغ میں نرم لہجہ اور نرم روئی اختیار کریں۔ کیونکہ رب تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے نرمی اور آسانی چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کسی ایسی چیز کا مکلف نہیں بنایا جس کی ادائیگی سے انسان عاجز ہو۔ اسی طرح شریعت میں بھی آسانی اور نرمی والے انداز کو اپنایا ہے۔ چیزوں کو حرام کرنے میں بھی یکلخت کی بجائے تدریج والا رویہ اپنایا ہے تاکہ انسانوں کے لیے مشکل پیدا نہ ہو۔ جیسا کہ شراب کے معاملے میں رب تعالیٰ نے انداز اختیار فرمایا ہے۔ کہ آہستہ آہستہ احکامات نازل فرمائے اور بالآخر شراب کو حرام قرار دے دیا تاکہ لوگوں کے لیے مشکل پیدا نہ ہو۔ پوری شریعتِ مطہرہ اور قرآنی تعلیمات اس بات کی عکاس ہیں کہ رب تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے نرمی اور آسانی چاہتا ہے اور خود بھی اپنے بندوں پر مہربان اور آسانی والا معاملہ فرمانے والا ہے۔ لہٰذا حضرت انسان کو چاہیے کہ وہ بھی منشائے خداوندی کی تعمیل میں دوسروں کے ساتھ نرمی اور آسانی والا معاملہ کرے۔

## رفق ولطافت اور سیرتِ نبوی ﷺ

انسان کی رہنمائی کے لیے سب سے مستند اور بہترین نمونہ اُسوۂ رسول ﷺ ہے۔ آپ ﷺ جیسی کامل واکمل ہستی ہی بنی نوعِ انسان کی تربیت وہدایت کا فریضہ سرانجام دے سکتی ہے۔ نبی رحمت ﷺ کی ذاتِ اقدس ہی وہ ذات ہے جس سے رہنمائی لے کر عرب کے بدو زمانے کے سردار بن گئے۔ آپ ﷺ ہی کا فیضان تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کے جانی دشمن شِیر وشکر ہو گئے۔ وحشتوں کے مارے ہوئے تند خُو اور اَجڈ لوگ مہذب اور اعلیٰ اقدار کے

حامل ٹھہرے۔ یہ آپ ﷺ ہی کی ذاتِ مبارکہ کا کرشمہ تھا کہ نرمی و لطافت جن کے پاس سے نہ گزری تھی انھوں نے محبت و مودت کی ایسی داستانیں رقم کیں جن کی مثال رہتی دنیا تک نہ ملے گی۔ یہ آپ ﷺ کا ہی اعجاز تھا کہ عرب کے ان غیر مہذب لوگوں کو دُنیا کا امام بنا دیا۔ آپ ﷺ کی ذاتِ والا صفات جہاں دیگر انسانی زندگی کے پہلوؤں کے متعلق رہنمائی فراہم کرتی ہے وہیں پر رفق و لطافت اور نرمی کے حوالے سے بھی آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے مختلف مقامات پر آپس میں نرمی و آسانی کی تلقین فرمائی ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے نرمی اور آسانی کے متعلق ارشاد فرمایا کہ:

((عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أُعْطِيَ حَظَّه مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّه مِنَ الخَيرِ، وَمَنْ حُرِمَ حَظَّه مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ حُرِمَ حَظَّه مِنَ الخَيرِ.))[11]

یہ حدیثِ مبارکہ رفق و لطافت اور نرمی کو بطور اُصول متعارف کرواتی ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں سیدہ اُم درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو جسے نرمی میں سے حصہ عطا کر دیا گیا تو اُسے خیر و بھلائی میں سے حصہ عطا کر دیا گیا ہے۔ اور جو نرمی سے محروم ہوا اُسے خیر و بھلائی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ یعنی نرمی و لطافت اس قدر اہم اور بنیادی اُصول ہے کہ خیر و بھلائی کا دار و مدار ہی نرمی اور رفق پر رکھا گیا ہے۔ یعنی جس کو نرمی اور رفق سے نوازا گیا ہے۔ اللہ پاک نے اُسے بھلائی اور خیر سے نواز دیا ہے۔ نرمی کی صفت سے نوازا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ رب تعالیٰ نے خیر و بھلائی سے نواز دیا ہے۔ اور اسی طرح نرمی و لطافت سے محرومی بدبختی کی دلیل ہے۔ یعنی جو نرمی سے محروم ہوا گویا کہ وہ بھلائی اور خیر سے محروم ہو گیا۔ اسی طرح ایک اور حدیثِ مبارکہ میں نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا چیزوں کی زینت نرمی سے ہے۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((عَنْ أَبِيه، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيه وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيه وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الرِّفْقَ لَا يكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَه، وَلَا ينْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَه.))[12]

"انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے نبی رحمت ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرمایا ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اسے زینت بخش دیتی ہے اور جس چیز سے بھی نرمی نکال دی جاتی ہے اسے بدصورت کر دیتی ہے۔"

یہ حدیثِ مبارکہ بھی رفق و لطافت کی اہمیت کو ایک نئے انداز میں اُجاگر کرتی ہے۔ نبی رحمت ﷺ کے فرمانِ عالیشان کے مطابق کہ نرمی اور رفق کسی بھی چیز کی خوبصورتی کی وجہ ہے۔ یعنی مقصدِ نبوی ﷺ یہ تھا کہ لوگو! اپنے آپ کو اور اپنے اعمال کو اور اسی طرح معاملاتِ زندگی کو رفق و لطافت سے مزین کر لو۔ کیونکہ اگر کسی بھی شے کا عنصر رفق و لطافت نہیں ہے تو وہ چیز عیب دار اور بدہیئت ہو گی۔ سو رفق و لطافت وہ بنیادی عنصر ہے جو کسی بھی شے کی

خوبصورتی کے لیے لازمی جزو ہے۔ اسی طرح جو چیز رفق ولطافت سے عاری اور خالی ہو وہ خوبصورت نہیں ہوسکتی۔ نبی رحمت ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ جو شخص نرمی سے محروم ہوا گویا کہ وہ خیر سے محروم ہوا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ يحْرَمِ الرِّفْقَ، يحْرَمِ الْخَيرَ.))[13]

”حضرت جریر بن عبداللہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا کہ جو شخص نرمی کرنے سے محروم رہا وہ آدمی خیر و بھلائی سے محروم ہوگیا۔“

اس حدیثِ مبارکہ میں نبی رحمت ﷺ نے رفق ولطافت اور نرمی کے متعلق ارشاد فرمایا کہ نرمی اور رفق دین کے اندر اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ جو شخص رفق اور نرمی سے محروم ہوا گویا کہ وہ بھلائی اور خیر سے محروم ہوگیا۔ یعنی رفق ولطافت وہ مرکزی نقطہ ہے جس سے انسان کی خیر وفلاح جڑی ہوئی ہے۔ نرمی ولطافت نہ صرف اس دنیا میں کامیابی کی ضمانت ہے بلکہ آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی نظر کرم کا سبب ہے۔ جیسا کہ اس حدیثِ مبارکہ میں بیان ہوا ہے:

((عَنْ أَبِي هرَيرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّه صَلَّى الله عَلَيه وَسَلَّمَ، قَالَ: " كَانَ الرَّجُلُ يدَاينُ النَّاسَ، فَكَانَ يقُولُ لِفَتَاه: إِذَا أَتَيتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْه، لَعَلَّ اللَّه أَنْ يتَجَاوَزَ عَنَّا، قَالَ: فَلَقِي اللَّه فَتَجَاوَزَ عَنْه.))[14]

”حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص لوگوں کو رقم قرض پر دیا کرتا تھا اس نے اپنے ملازمین کو یہ کہہ رکھا تھا کہ کوئی ایسا مفلس شخص جو میرا قرض دار ہو اس کو رقم معاف کر دیا کرو۔ ممکن ہے کہ رب تعالیٰ ہمیں بھی معاف فرمادے۔ جب وہ شخص بعد از موت اپنے رب سے ملا تو رب تعالیٰ نے اسی بات پر اس شخص کو معاف فرمادیا۔“

ہر شخص ہی اس بات کا طلب گار ہے کہ بعد از موت رب تعالیٰ اس کے ساتھ رحمت و کرم اور فضل والا معاملہ فرمائے۔ مذکورہ روایت میں نبی کریم ﷺ نے وہ ضابطہ اور طریقہ بیان فرما دیا ہے کہ کیسے ایک شخص جو دوسروں کو معاف کر دیا کرتا تھا دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرنے والا تھا۔ رب تعالیٰ نے دُنیا کے اندر بھی اس کے لیے آسانی والا معاملہ فرمایا کہ اسے اس قدر عطا کر دیا گیا کہ وہ لوگوں میں تقسیم کرتا رہا۔ اور بعد از موت بھی رب تعالیٰ نے اس کے ساتھ نہایت شفقت و محبت اور رحم والا معاملہ فرماتے ہوئے اس شخص کو معاف فرما دیا۔ سو یہ حدیثِ مبارکہ ان لوگوں کے لیے نوید جانفزا ہے جو اپنے رب کے حضور معافی اور اس کے کرم و فضل کے طلبگار رہتے ہیں۔ نرمی و لطافت اور سختی کے حوالے سے نبی کریم ﷺ نے ایک فیصلہ کن دعا فرمائی ہے کہ اے اللہ جو دوسروں پر رحم کرے تو بھی اس پر رحم فرما اور جو دوسروں پر سختی کرے تو بھی اس کے ساتھ سختی والا معاملہ فرما۔ حدیثِ مبارکہ میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((فَقَالَتْ: أَمَا إِنَّه لَا يمْنَعُنِي الَّذِي فَعَلَ فِي مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخِي أَنْ أُخْبِرَكَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ الله صَلَّى الله عَلَيه وَسَلَّمَ، يقُولُ فِي بَيتِي هٰذَا: اللهمَّ، مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيئًا فَشَقَّ عَلَيهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَيه، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيئًا فَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِه.))[15]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے گھر میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ اے اللہ لوگوں میں سے جو شخص ان کے معاملات کا ذمہ دار بنے اور پھر وہ مشقت میں ڈالے تو اے اللہ تو بھی اسے مشقت میں ڈال اور جو شخص لوگوں کے معاملات کا ذمہ دار بنے اور نرمی کا برتاؤ کرے تو اللہ تو بھی اس کے ساتھ نرمی والا معاملہ فرما۔"

نبی کریم ﷺ جو کہ خود بھی اپنی اُمت کے لیے نرم اور آسانیاں پیدا فرمانے والے تھے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ آسانیاں ہی پیدا فرمائی ہیں۔ چاہے وہ دُنیاوی معاملات ہوں یا دینی معاملات ہوں۔ آپ ﷺ کی ساری زندگی اسی چیز سے عبارت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی اُمت کے لیے آسانیاں ہی فراہم کی ہیں۔ اور ہمیشہ تنگی اور حرج کو دور کیا۔ چاہے وہ دُنیاوی معاملات ہوں یا دینی معاملات ہوں۔ اور پھر آپ ﷺ نے اپنے رب کے حضور دُعا بھی یہی فرمائی کہ اے میرے رب میری اُمت میں سے اگر کسی شخص کو لوگوں کے معاملات چاہے وہ دینی ہوں یا دُنیاوی دونوں صورتوں میں اگر وہ شخص لوگوں پر رحم کرنے والا ہو اور معاملات میں آسانی پیدا کرنے والا ہو۔ لوگوں کے لیے نرم دل ہو تو اے میرے اللہ تو بھی اس شخص کے ساتھ نرمی اور رفق و لطافت والا معاملہ ہی فرمانا جیسا کہ اس نے میرے اُمتیوں کے ساتھ کیا، لیکن اگر میری اُمت میں سے کسی شخص کو لوگوں کے دینی یا دُنیاوی معاملات کا ذمہ دار بنایا اور وہ لوگوں کے لیے تنگی اور حرج پیدا کرتا ہے۔ اور معاملات میں لوگوں کے لیے مشکل کا سبب بنتا ہے تو اے اللہ تو بھی اُسے مشقت میں ڈال دے۔ اور اس کے لیے تنگی و سختی والا معاملہ فرما۔ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ اور اس کے صپیارے حبیب مکرم ﷺ کی منشاء اور مرضی یہی ہے کہ لوگوں کے لیے آسانیاں فراہم کی جائیں۔ دوسروں کے ساتھ حُسنِ سلوک اور رفق و لطافت سے پیش آیا جائے۔ کیونکہ خود خدائے تعالیٰ اور نبی رحمت ﷺ کی سنت بھی بندوں پر نرمی کرنا ہے اور ان کے لیے آسانیاں فراہم کرنا ہے۔ اسی طرح رب تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرے بندے بھی آپس میں ایک دوسرے کے لیے آسانیاں پیدا کرنے والے اور ایک دوسرے کے ساتھ رفق و لطافت والا معاملہ کرنے والے بن جائیں تا کہ نہ صرف دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حقدار بن جائیں بلکہ آخرت کی زندگی میں بھی رب تعالیٰ کی نظرِ رحمت کے مستحق بن جائیں۔ اور نبی رحمت ﷺ نے نہ صرف تلقین فرمائی بلکہ آپ ﷺ نے عملی طور پر اس کا مظاہرہ بھی فرمایا تا کہ اُمت کی رہنمائی کے فریضے کی تکمیل ہو سکے۔ آپ ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو کہ اپنی صغر سنی یعنی آٹھ سال کی عمر میں بارگاہ

مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہوئے تھے اور دس سال تک کریم آقا ﷺ کی بارگاہ میں حاضرِ خدمت رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے نبی رحمت ﷺ نے کبھی نہ ٹوکا اور نہ کبھی ڈانٹا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((خَدَمْتُ النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيه وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ، فَمَا قَالَ لِي: أُفٍّ، وَلاَ: لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلاَ: أَلَّا صَنَعْتَ.))[16]

"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دس سال نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں بطور خادم حاضر رہا۔ آپ ﷺ نے مجھے کبھی اُف تک نہ کہا اور کسی کام کے کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ اس کو کیوں کیا یا کسی کام کے نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ اس کو کیوں نہیں کیا۔"

آپ ﷺ نے نہ صرف اپنے خداموں بلکہ اپنے اہل و اعیال، اپنے عزیز رشتہ داروں اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ رحمدلی اور نرمی سے کام لیا بلکہ اپنے جانی دشمن کافجروں کے ساتھ بھی حُسنِ سلوک کا مظاہرہ فرمایا۔ وہ جو آپ ﷺ کی جان لینے کے درپے تھے مگر آپ ﷺ نے اُن کے ساتھ بھی ایسا حُسنِ سلوک کیا کہ قیامت تک ایسی مثال نہیں ملے گی۔ طائف کے کافروں نے آپ ﷺ کو پتھر مار مار کر زخمی کر دیا اور اس قدر خون بہا کہ آپ ﷺ کے جوتے مبارک خون سے بھر گئے۔ مگر اس سب کے باوجود بھی آپ ﷺ نے اُن کے لیے بد دعا تک نہ فرمائی بلکہ آپ ﷺ نے اُن کے لیے ہدایت کی دُعا مانگی۔ آپ ﷺ کی پوری زندگی ہی نرمی و رفق اور حُسنِ سلوک کے اعلیٰ معیار سے عبارت ہے۔ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہمارے لیے ایسا مینارۂ نور ہے جس کی روشنی میں ہم بحیثیت اُمت نیکی کے راستے کی منازل طے کر سکتے ہیں اور اس روشنی کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنا بھی ہماری اولین ذمہداریوں میں سے ایک ذمہ داری ہے۔ تاکہ ہدایت کا یہ سفر تا قیامت جاری رہے اور ہماری نسلیں بھی نبی رحمت ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے ہدایت حاصل کرتی رہیں۔

## سنگ دلی و قساوت

نرم مزاجی اور رحم دلی جس طرح سے معاشرے اور افراد کی تعمیر و ترقی اور فلاح کا ذریعہ ہے اسی طرح سنگ دلی اور قساوت و سختی معاشرے اور افراد کے لیے نقصان اور بربادی کا سبب ہے۔ سنگ دلی نہ صرف لوگوں کو دور کرنے کا سبب بنتی ہے بلکہ اس کی وجہ سے انسان بارگاہ خداوندی سے بھی راندہ درگاہ ہو جاتا ہے۔ سنگ دلی تعمیر کی بجائے خرابی و تخریب کاری اور فتنہ و فساد کو ہوا دیتی ہے اسی طرح یہ سخت دلی اور قساوت اللہ اور اس کے رسول کے ہاں سخت ممنوع ہیں۔ بلکہ قرآن مجید میں متعدد جگہ پر اس کی خرابی اور نقصان کو بیان کیا گیا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَوَيلٌ لِّلْقٰسِيةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللهِ[17]

"اور خرابی ہے ان کے لیے جو سخت دل ہیں کہ ان کے دل یادِ خدا سے غافل ہو گئے ہیں اور وہ کھلم کھلا گمراہی میں ہیں۔"

اس آیتِ مبارکہ میں رب تعالیٰ نے دل کی سختی اور اس کے نتیجے میں ہونے والے نقصان کا بھی ذکر کیا ہے کہ جن کے دل سخت ہیں تو سب سے پہلا نقصان یہ ہوتا ہے کہ وہ یادِ الٰہی سے غافل ہو جاتے ہیں۔ یعنی جب اُن کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے یا پھر تلاوتِ آیات کی جاتی ہے تو ان کے دل پر اثر نہیں ہوتا بلکہ دل کی سختی اور بڑھ جاتی ہے تو جس کی وجہ سے انسان اپنے رب سے بھی دور ہو جاتا ہے اور حق بات اس پر اثر نہیں کرتی لہٰذا سخت دلی اور قساوتِ قلبی نہایت مہلک اور خطرناک مرض ہے۔ یہ مرض انسان کی بدبختی کی علامت ہے۔ علماء نے اس کی وجوہات میں پیٹ بھر کر کھانا کھانا، بُرے لوگوں کی صحبت، سابقہ گناہوں کو بھول جانا اور لمبی اُمیدیں قائم کرنا یہ سب قساوت اور سنگ دلی کی وجوہات ہیں۔

## سنگ دلی ختم کرنے اور رفق و لطافت پیدا کرنے کے لیے چند تجاویز

نرمی و لطافت انسان کی خیر و بھلائی کا بنیادی عنصر ہے جس شخص میں جس قدر زیادہ نرمی ہو گی وہ اسی قدر سعادت مند اور خیر و فلاح پانے والا ہو گا اور جس شخص میں سختی زیادہ ہو گی اسی قدر وہ بھلائی اور خیر سے محروم اور دور ہو گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ دل میں نرمی پیدا کی جائے اور سختی و قساوت سے بچا جائے۔ جس کے چند ممکنہ درج ذیل طریقے ہیں:

۱- نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔
۲- ذکرِ الٰہی۔
۳- لوگوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا۔
۴- یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنا۔
۵- استغفار کرنا۔
۶- علماء کے ساتھ بیٹھنا۔
۷- وعظ و نصیحت سننا۔
۸- موت کو کثرت سے یاد کرنا۔

## خلاصۃ البحث

دینِ اسلام میں رفق و لطافت کو ایک بنیادی اور ہمہ گیر اُصول کی حیثیت حاصل ہے اور یہ وصف دینِ اسلام ہی کا ہے کہ اس نے احکامِ شریعہ اور اسلامی تعلیمات انسانی استطاعت کے مطابق رکھی ہیں۔ اور یہ ضابطہ بنا دیا کہ کسی بھی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جائے گا۔ اسی طرح احکام کے نفاذ میں اُصولِ تدریج بھی دراصل رفق اور نرمی ہی کی صورت ہے۔ رفق و لطافت کا تعلق انسان کی زندگی کے ہر پہلو سے ہے۔ عائلی زندگی میں معروف

کا حکم دراصل نرمی اور رفق ولطافت پر ہی اصرار ہے۔ رفق و لطافت جہاں پر ایک فرد اور خاندان اور معاشرے کے لیے ضروری ہے وہیں پر قومی و بین الاقوامی اور سیاسی معاملات میں بھی ناگزیر ہے۔ مگر ہمارے سماج کے ہر شعبے میں رفق و لطافت کا فقدان نظر آتا ہے جس کی وجہ سے بہت سارے معاشرتی و معاشی اور سیاسی و سماجی مسائل جنم لے رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آج پھر اپنے مسائل کے حل اور معاملات کی درستی کے لیے ضروری ہے کہ رفق و لطافت اور نرمی کو زندگی کے ہر شعبے میں لاگو کیا جائے۔

---

## حوالہ جات


1 القرآن، آل عمران ۳:۱۵۹۔

Al Quran, 3: 159.

2 www.almadny.com

3 موسوعة المصطلحات الإسلامية. https://terminologyenc.com/ar/home

4 القرآن، الانفال ۸:۶۳۔

Al-Quran, 8:63.

5 القرآن، الاعراف ۷:۱۵۷۔

Al-Quran, 7:157.

6 القرآن، التوبہ ۹:۱۲۸۔

Al-Quran, 9:128.

7 القرآن، آل عمران ۳:۱۵۹۔

Al-Quran, 3:159.

8 القرآن، بنی اسرائیل ۱۷:۲۳۔

Al-Quran, 17:23.

9 القرآن، النساء ۴:۱۹۔

Al-Quran, 4:19.

10 القرآن، البقرہ ۲:۲۲۹۔

Al-Quran, 2:229.

11 محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، سنن الترمذي، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في الرفق، رقم الحديث: ۲۰۱۳.

Muhammad bin Esa bin Sāwarāh bin Mūsa bin Dhihāk, al-Tirmidhi, *Sunnan al-Tirmidhi*, Abwab al-birr wal silah, Bāb ma Ja'a fi al-rifq, Raqm al-Hadith: 2013.

[12] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق، رقم الحديث: ٢٥٩٤.

Muslim bin al-Hajjaj Abu-al-Hassan al-Qasheri al-Nisaburi, *Saheeh Muslim*, Kitab al-Birr wal-Silah wal-Adaāb, Bab Fadhal al-Rifq, Raqm-al-Hadith: 2594.

[13] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق، رقم الحديث: ٢٥٩٢.

Muslim bin al-Hajjaj Abu-al-Hassan al-Qasheri al-Nisaburi, *Saheeh Muslim*, Kitab al-Birr wal-Silah wal-Adaāb, Bab Fadhal al-Rifq, Raqm-al-Hadith: 2592.

[14] محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري، صحيح البخاري، كتاب الأحاديث الأنبياء، باب حديث الغار، رقم الحديث: ٣٤٨٠.

Muhammad bin Isma'il Abu Abdullah al-Būkhāri, *Saheeh al-Būkhāri*, Kitab al-Ahadith al-Anbiya, Bab Hadith al-Ghār, Raqm-al-Hadith: 3480.

[15] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضيلة الإمام العادل...، رقم الحديث: ١٨٢٨.

Muslim bin al-Hajjaj Abu-al-Hassan al-Qasheri al-Nisaburi, *Saheeh Muslim*, Kitab al-Imārāh, Bab Fadheela al-Imām al-Ādil..., Raqm-al-Hadith: 1828.

[16] محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري، صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب حسن الخلق والسخاء، وما يكره من البخل، رقم الحديث: ٦٠٣٨.

Muhammad bin Isma'il Abu Abdullah al-Būkhāri, *Saheeh al-Būkhāri*, Kitab al-Adab, Bab Hūsn-al-Khālq wal-Sakhā..., Raqm-al-Hadith: 6038.

[17] القرآن، الزمر ۳۹:۲۲۔

Al-Quran, 39:22.